www.KitaboSunnat.com

دین و ملت

اُم حسن

اقتصادی بحران ـــــ جذبہ ایمانی اور حب الوطنی کے تقاضے

موجودہ دور میں پاکستانی قوم اپنی تاریخ کے ایک نازک مقام پر کھڑی ہے۔ وہ بہت سے ایسے مسائل سے دوچار ہے، جن میں دو ٹوک فیصلہ کرنے کی ضرورت ہے۔ ان میں سرفہرست پاکستان کا موجودہ اقتصادی بحران ہے۔

پاکستان کی معیشت مدتِ دراز (1960ء) سے قرضوں کے سہارے چل رہی ہے اور آج ان قرضوں کے بڑھتے ہوئے جال نے صورت حال کو تشویش ناک بنا دیا ہے۔ پاکستان کے قیام کے فوراً بعد 1948ء میں تو پاکستان اس قابل تھا کہ وہ جرمنی کو غلہ برآمد کرسکتا۔ مگر حکمرانوں کی ناقص منصوبہ بندی کی بدولت جلد ہی وہ مرحلہ بھی پیش آیا کہ پاکستان میں غذائی بحران پیدا ہوگیا اور امریکہ سے گندم درآمد کرنا پڑی۔

اس نوزائیدہ مملکت کو چلانے کے لئے سادگی، کفایت شعاری، محنت اور درست منصوبہ بندی کی ضرورت تھی۔ مگر بدقسمتی سے یہ راہ (جو کٹھن اور جان گسل تھی) چھوڑ کر سہل پسندی اور تعیش کی راہ اختیار کی گئی۔ ترقی یافتہ اقوام کی رِیس کرتے ہوئے ایئرکنڈیشنڈ کوٹھیاں اور محلات نما دفاتر بنائے گئے۔ لہٰذا پاکستانی حکمرانوں کو غیر ملکی قرضوں پر انحصار کرنا پڑا۔ اپنے عیش و آرام کے لئے پاکستانی غریب قوم کو قرضوں کے زیر بار کردیا گیا۔ تازہ ترین اعداد و شمار کے مطابق ہر پاکستانی پیدا ہونے والا بچہ پانچ چھ ہزار یومیہ کا مقروض بن جاتا ہے۔ اب تو کیفیت یہ ہوچکی ہے کہ قرض ادا کرنے کے لئے بھی قرض لینا پڑتا ہے۔

مزید صورت حال اس طرح مشکل ہو رہی ہے کہ امریکہ سے ملنے والی امداد غیر متوقع ہے۔ خلیج سے پیدا ہونے والی صورت حال سے پاکستان کو دو بلین ڈالر کا خسارہ ہوچکا ہے۔ آئی۔ ایم۔ ایف بھی مزید مالی امداد دینے کے لئے ہم پر کڑی شرائط عائد کرنا چاہتا ہے اور پاکستانی قوم قوموں کی برادری میں مقروض قوم کی حیثیت سے بدنام ہوچکی ہے........ بین الاقوامی مالیاتی اداروں کے علاوہ پاکستان کو اقتصادی و مالی امداد دینے والے ملکوں میں امریکہ کا نام سرفہرست ہے، جو سپرپاور ہونے کی حیثیت سے اپنی سیاسی اور علاقائی مفادات بھی رکھتا ہے۔ لہٰذا پاکستان کو مالی امداد دینے کا اس کا مقصد اس خطے میں اپنے مخصوص سیاسی اور معاشی مفادات کی حفاظت رہا ہے۔ جب اس کو اپنے مفادات کے پس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منظر میں پاکستان کی ضرورت ہوتی ہے یہ امداد جاری رہتی ہے اور جب اس کے نقطہ نظر سے پاکستان غیر ضروری قرار پاتا ہے تو یہ امداد روک لی جاتی ہے اس نے ہر کڑے موقعہ پر پاکستان کو بے یار و مددگار چھوڑا ہے۔ وہ بنیادی طور پر ایک عالمی مہاجن ہے جو سود پر لین دین کا کاروبار کرتا ہے اور اپنی اسامیوں کو مختلف تدبیروں سے پہلے اپنا محتاج بناتا ہے پھر اپنے چنگل میں پھنساتا چلا جاتا ہے وہ ہمارا اقتصادی استحصال تو کرسکتا ہے مگر مشکل وقت میں دوستانہ تعاون سے معذور ہے۔ یہ بات خود امریکہ نے اپنے مسلسل طرز عمل سے ہمیں سمجھا دی ہے۔ جس کا تجربہ 1965ء اور 1971ء میں ہم کرچکے ہیں۔

امریکہ پاکستان کے توانائی کے بحران اور ایٹمی پروگرام کی ضرورت سے خوب آگاہ ہونے کے باوجود خواہ مخواہ پاکستان پر بلا جواز کڑی پابندیاں لگا کر اپنی مالی و فوجی امداد روکتا ہے۔ کبھی اپنی امداد کو منشیات کے انسداد سے مشروط کرتا ہے اور کبھی آزادانہ انتخابات کے انعقاد سے۔ حد یہ ہے کہ اس کے سینیٹر سٹیفن سولارز جیسے لوگ بھی بھارت سے رشوت لے کر بڑھ بڑھ کر باتیں کرتے اور پاکستان کے خلاف پروپیگنڈا کرتے ہیں۔ مگر کوئی ان کو لگام دینے والا نہیں۔ ادھر ہماری قوم ہے کہ ہر سال یکم اکتوبر کو متوقع امداد کی منتظر ہوتی ہے جسے امریکی کانگریس مختلف بہانوں سے بند کرنے کی سازشیں کرتی رہتی ہے۔

اگر ایک ملک دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلاتا ہے تو اس کی فیصلہ کرنے کی آزادی ختم ہوجاتی ہے۔ آخر امریکہ ہماری آزادی و خود مختاری کے درپے کیوں ہے؟ یہ سوال بہت اہم ہے۔ آج کے دور میں معاشی امداد نام ہے ذہنی غلامی کا۔ حضور پرنور ﷺ کے ارشاد کے مطابق دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے اوپر ہوتا ہے۔ یعنی وہ لینے والے سے اپنی من مانی شرائط منوا سکتا ہے۔ قرض دینے والے ممالک نہایت ذلیل، گھٹیا اور رُسوا کن شرائط پر قرض دیتے ہیں۔ وہ قرض دیتے وقت کمرتوڑ سود کی شرح وصول کرنے کے ساتھ من مانی شرائط بھی منواتے ہیں۔ مثلاً ان کے افسروں کو بھاری قرضے کی 80% رقم صرف اسی ملک کی اشیاء خریدنے پر صرف ہوجاتی ہے۔ مسلمانوں نے سائنس اور ٹیکنالوجی میں پیچھے رہنے کی بنا پر قرضے لینے پر مجبور ہیں۔ ٹیکنالوجی صرف ان ہی سے ان کے منہ مانگے داموں پر وصول کرنا ہماری مجبوری بن چکی ہے حد یہ ہے کہ فلاں قادیانی کو لازماً وفاقی وزیر بنایا جائے یا اہم قومی عہدوں پر تعینات کیا جائے، چاہے پوری قوم اس کے خلاف مجسم احتجاج ہو۔ پھر ان کے یہ ماہرین فحاشی، عریانی، اور بے راہ روی پھیلاتے ہیں۔ حتیٰ کہ صدر ایوب جیسے امریکہ نواز شخص کو بھی استحصالی روش کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنا پڑی۔ انہوں نے اسی غرض سے اپنی مشہور کتاب "Friends not Masters" تصنیف کی جس کا اردو میں عنوان ہے "جس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی"

آج پاکستانی قوم کو اس بڑے مسئلے سے واسطہ درپیش ہے کہ خلیج کی وجہ سے جو زرمبادلہ رُک چکا ہے، امریکی امداد کی بندش، آئی-ایم-ایف کی کڑی شرائط، تیل کی مہنگائی، درآمدات اور برآمدات میں نمایاں فرق اور اس میں عدم توازن-ان سب مسائل پر کیسے قابو پایا جائے۔

اس تمام صورتحال کا اگر بنظر غائر جائزہ لیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ زیادہ تر قصور ہمارا ہے- آخر 50 سال بعد بھی ہم خود انحصاری اور خود کفالت کی منزل سے کیوں کوسوں دور ہیں کہ غیر ملکی امداد کی بندش ہوئی تو یہاں بڑا اقتصادی بحران پیدا ہوگیا- حقیقت تو یہ ہے کہ منصوبہ بندی بہت بڑا ہتھیار ہے- مگر آج تک ہم نے کسی بھی منصوبہ میں اس ہتھیار کو استعمال نہیں کیا- اگرچہ اس وقت کچھ لوگوں نے ہمیں صورت حال کو سنبھالا دینے کے لئے امداد کی پیشکش کی ہے مثلاً سعودی عرب، متحدہ عرب امارات اور اسلامی ترقیاتی بینک وغیرہ مگر یہ سب وقتی باتیں ہیں- پاکستان کو اپنی معیشت کو سنبھالا دینے کے لئے طویل المدت منصوبہ بندی کرنا ہوگی- آخر ہم کیوں ہر سال امریکی امداد کی بندش اور ناروا شرائط کا سامنا کریں- کیوں اپنی آزادی و خود مختاری پر آنچ آنے دیں- کیوں اپنے ایٹمی پروگرام پر کوئی سمجھوتہ کرنے کے لئے تیار ہوں-

سچ تو یہ ہے کہ غیر ملکی امداد سے پاکستانی عوام ہمیشہ ہی نالاں رہے ہیں- کیونکہ پاکستان میں یہ سودی قرضے حکومت کی شاہ خرچیوں، اقرباء پروری، انتظامیہ اور بیوروکریسی کی ملی بھگت سے غیر ترقیاتی اخراجات پر استعمال ہو رہے ہیں- سیاسی بنیادوں پر اندھا دھند بھرتیاں کی جاتی ہیں- وزیروں مشیروں کی فوج ظفر موج پھر ان کے لئے قیمتی بنگلے، گاڑیاں، دفتر پھر اپنی پارٹی کے بندوں کو حکومت ایسے اداروں میں کھپا دیتی ہے جس سے ایک طرف تو ادارے پر بوجھ پڑتا ہے، دوسری طرف حقدار کی حق تلفی ہوتی ہے- اس پر طرہ یہ کہ سرکاری مد میں چلنے والے تمام ادارے ہمیشہ خسارے کا بجٹ دکھاتے ہیں- پھر ان قرضوں کی ادائیگی کے لئے ہر سال عوام پر کئی بالواسطہ اور بلاواسطہ ٹیکس عائد کردیئے جاتے ہیں- غریب عوام کو تو ان قرضوں میں سے یہ حصہ ملتا ہے کہ وہ اپنا پیٹ کاٹ کاٹ کر ٹیکسوں کی شکل میں اس کی ادائیگی کرتے رہیں- اور پھر صرف چند ہاتھ ان بھاری رقوم کا صفایا کر جاتے ہیں- جب غیر ترقیاتی منصوبوں پر بھاری سرمایہ خرچ ہو جائے تو عوام کے لئے ترقیاتی منصوبے خاک بنائے جائیں گے- لہٰذا عوام تو شکر گزار ہوتے ہیں امداد کے نام پر قرض دینے والے اداروں کے کہ وہ عین وقت پر مختلف حیلے بہانوں سے امداد روک کر ہماری غیرتِ ایمان کو للکارتے اور ہمیں اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کا پیغام دیتے ہیں- جذبہ حب الوطنی کو چیلنج کرتے اور ہمیں خود کفالت کی طرف قدم بڑھانے کی اہمیت کا احساس دلاتے ہیں-

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کس صورت حال پر قابو پانا چنداں مشکل نہیں- اس کے لئے محنت دیانتداری، کفایت شعاری اور مناسب منصوبہ بندی کی ضرورت ہے- ضرورت اس بات کی ہے کہ ہماری قیادت ملک کو بحران سے نکالنے اور خود کفیل بنانے کا عزم کرلے- سرکاری شعبہ میں بچت، دیانتداری، منصوبہ بندی اور ٹھوس اقدامات کرے، عوام حکومت کے ساتھ ہیں- وہ اللہ کا نام لے کر آگے بڑھیں ان شاء اللہ کامیابیاں قدم چومیں گی' دو تین سال کے اندر ہم نہ صرف قرضے واپس کرنے کی پوزیشن میں آسکیں گے بلکہ ملک کو تعمیر و ترقی کی راہ پر بھی ڈالا جاسکتا ہے- سائنس اور ٹیکنالوجی میں ترقی سے بھی ہم ان کے جال سے نکل سکتے ہیں-

ہم اللہ کے فضل و کرم سے مسلمان ہیں- کلمہ گو اور ایک اللہ کو ماننے والے ہیں- ہمارا عقیدہ توحید تو ہمیں اپنے سوا کسی اور کے سامنے جھکنے سے روکتا ہے- خودشناسی ایک اچھا اخلاقی وصف ہے جس کے ذریعے انسان اپنے اندر چھپے ہوئے جوہروں سے آگاہ ہوتا ہے اور پھر ان اوصاف کو استعمال کرکے خود بھی فائدہ اٹھاتا ہے اور دوسروں کو بھی فیض پہنچاتا ہے- پھر یہی خود شناسی انسان کو اپنی عزت، اپنی شان، اپنے مرتبہ اور حیثیت کی حفاظت کرنا سکھاتی ہے- یہ عزت و وقار تو سب سے پہلے اللہ رب العزت کو سزاوار ہے جس نے قرآن پاک میں ۷۲ (بہتر) مواقع پر اپنے عزیز ہونے کا وصف بیان کیا ہے- اسکے بعد سچی عزت وہ ہے جو اللہ کے وسیلہ سے حاصل ہو- منافقین کے بارے میں ارشاد ربانی ہے:

﴿ يَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ ، فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ﴾ (سورہ ٔ نساء) ـــــ اور

پھر ﴿ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِى الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ ﴾

اس لئے مسلمان کا سرباطل کے سامنے اونچا رہنا چاہئے- اس کو اپنی دینی و دنیاوی خود مختاری کو ہروقت محسوس کرنا چاہئے- ایک مسلمان قوم کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ غیروں سے سودی قرضے لے کراس پر اپنی معاشیات استوار کرے-

قناعت ایک مثبت اخلاقی قدر ہے- اس کا مقصود دوسروں کا دست نگر ہونے سے بچنا ہے- اس لئے ہر وہ طرز زندگی جس کا نتیجہ انفرادی یا اجتماعی طور پر افلاس اور تہی دستی ہو، اسلام اس سے دور رہنے کی تلقین کرتا ہے- مگرافسوس ہم نے قرض اتنی فراخدلی سے لئے اور بھیک اتنا بے غیرت ہو کر مانگی کہ اس قرض اور بھیک نے شیرازۂ ملت بکھیر کر رکھ دیا ہے-

قرآن میں اللہ نے اپنے پیارے بندوں کی صفات بیان فرمائی ہیں تو وہاں فرماتا ہے:

﴿ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴾ (سورہ ٔ فرقان)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ "میرے پیارے بندے خرچ کرتے ہوئے نہ تو کنجوسی سے کام لیتے ہیں۔ نہ فضول خرچی کرتے ہیں بلکہ اعتدال سے کام لیتے ہیں"۔

پھر عیش پرستی اور اسراف سے سختی سے منع فرمایا۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَلَاتُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْا اِخْوَانَ الشَّيَاطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴾

کہ "فضول خرچی نہ کرو۔ فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہوتے ہیں اور شیطان تو ہے ہی اپنے رب کا ناشکرا"۔

مزید ستم یہ ہے کہ پاکستان کی اسلامی مملکت کا مقصد اولین تو اسلامی نظام کا نفاذ تھا جہاں سودی کاروبار بند ہوتا۔ سودی لین دین کرنے والا تو قرآن پاک کے مطابق خدا اور اس کے رسول ﷺ سے اعلان جنگ کر دیتا ہے۔ تو اس لحاظ سے پاکستان بھاری شرح سود پر غیر قوموں سے قرضے لے کر اپنی معیشت کس طرح استوار کر سکتا ہے۔ جبکہ وہ اپنے رب اور اپنے رسول سے مسلسل جنگ کی حالت میں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سود پر قرضے لے کر معیشت کا استوار ہونا عقلی لحاظ سے اور علمِ معاشیات کی رو سے بھی ناممکن ہے۔

اب آیئے دیکھیں کہ ہمیں کیا کیا ترجیحات اختیار کرنا ہوں گی۔ جس سے ہمارا اقتصادی بحران کامیابی سے حل ہو جائے۔

خوش آئند ہے ہماری موجودہ قیادت کا یہ عزم کہ وہ قوم کو خود کفالت اور خود انحصاری عطا کرے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے وہ ہمارا مددگار ہے اس نے پاکستانی قوم کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے۔ اَن گنت قدرتی وسائل دیئے ہیں، موزوں آب و ہوا ہمیشہ بہنے والے دریا، زرخیز زمین، جنگلات، کارآمد حیوانات، اور قدرتی معدنیات۔ ہمارے پاس افرادی قوت کی بھی کمی نہیں۔ ہماری زمینیں سونا اُگلنے والی ہیں۔ پنجاب کا نہری نظام دنیا بھر میں مشہور رہا ہے۔ معدنیات کے بے پناہ ذخائر اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائے ہیں صوبہ سرحد اور صوبہ بلوچستان معدنیات سے مالا مال ہے۔ صنعت و زراعت کی ترقی جن قدرتی وسائل کی مرہونِ منت ہوتی ہے وہ سب ہمارے پاس موجود ہیں۔ ہماری 80% آبادی کاشتکاری کرتی ہے.... اس وقت ہمارے ملک میں قریباً 46000 کے قریب صنعتیں موجود ہیں۔ سب سے بڑی بات یہ کہ ہمارے عوام محنتی اور جفاکش ہیں وہ اپنا خون اور پسینہ بہا کر ناممکن کام کو بھی ممکن کر دکھانے والے ہیں۔ ہمارے وطن عزیز میں اعلیٰ ذہنی و علمی استعداد کی بھی کمی نہیں۔ پھر دوسرے ممالک میں دس کنوئیں کھودنے پر ایک میں تیل نکلتا ہے جبکہ پاکستان میں چار کنوئیں کھودنے پر ایک میں تیل نکل آتا ہے۔ تو پھر دیر کس بات کی ہے؟ اور کوتاہی کہاں ہے؟ بس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی کا سراغ لگانا ہے۔ ع

اٹھ باندھ کمر کیا ڈرتا ہے
پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے

اگر کسی جگہ اینٹیں، مٹی، سریا، سیمنٹ، بجری سب چیزیں اعلیٰ کوالٹی کی ڈھیر کردی جائیں تو کیا اس سے خود بخود ایک اعلیٰ پائے کی عمارت وجود میں آجائے گی؟ جب تک عمارت کے لئے عمدہ ڈیزائن نہ تیار کیا جائے پھر اس ڈیزائن کے مطابق کام کی پوری نگہداشت نہ کی جائے اور کام کرنے والے معماروں اور مزدوروں سے منصوبہ بندی کے مطابق کام نہ لیا جائے۔ تمام تعمیراتی سامان بہترین قسم کا موجود ہونے کے باوجود اور عمدہ نقشہ و ڈیزائن ہونے کے باوجود محنت خلوص اور منصوبہ بندی کے بغیر مثالی کام ہونا ناممکن نہیں، تو مشکل ضرور ہے۔ پھر جب کہ مفاد پرست سیاستدان اور گھاگ بیورو کریٹ بھی موجود ہوں، کہ اچھے سے اچھے پاس ہونے والے قانون اور بل اور مفاد عامہ پر مبنی کسی سکیم کو چلنے ہی نہ دیں پھر بیروز گاری، افراط زر، مہنگائی، رشوت اور کرپشن کے مسائل بھی موجود ہیں۔

پس اس وقت ضرورت ہے ایک مخلص اور پرعزم قائد کی وگرنہ مٹی بڑی نم ہے۔ قیام پاکستان کا معجزہ اسی لئے رونما ہوسکا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقصد سے مخلص، نڈر اور پُرعزم قائد عطا کردیا جس نے ایک مقصد پیش نظر رکھ کر پوری امت کو ہم آواز کر دیا۔ وگرنہ بظاہر یہ کام ناممکن تھا۔ پاکستان کو اقتصادی بحران سے نکالنا تو اس کے مقابلے میں آسان کام ہی ہے۔ اس لئے اگر موجودہ قیادت مخلص ہو اور وطن عزیز کو خود مختاری اور خود انحصاری کی پالیسی پر گامزن کرنے کا عزم راسخ رکھتی ہو۔ تو بسم اللہ کرے، عوام کو اعتماد میں لے اور کام شروع کردے۔ اس سلسلے میں کچھ ترجیحات کا تعین کرنا ہوگا۔

ملکوں کی مثال بھی گھرانے کی سی ہوتی ہے اگر کسی گھر پر بُرا وقت آپڑے تو ایک کامیاب اور دو اندیش گھرانہ سب سے پہلے اپنے اخراجات کم کرتا ہے اور ساتھ ساتھ اپنی آمد اور پیداوار بڑھانے کی کوشش کرتا ہے۔ چنانچہ پاکستان کو بھی سب سے پہلے اپنے اخراجات میں بچت کرنی چاہئے اور اگر قرض لینا ضروری ہے تو اپنی پیداوار بڑھانے کے لئے قرض لینا چاہئے، کاروبار حکومت کو چلانے کے لئے نہیں۔ بس یہی فرق ہے زندہ اور فعال قوموں اور سُست و کاہل قوموں میں۔ جو ملک اپنا کاروبار مملکت چلانے کے لئے قرض لے، وہ آہستہ آہستہ قرض کی دلدل میں پھنستا ہی چلا جاتا ہے جہاں سے پھر نکلنا ناممکن ہوجاتا ہے۔

جنگ عظیم دوم کے بعد یورپی ممالک کی معیشت بُری طرح تباہ ہوگئی تھی۔ ان کو بھی قرض لے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑے۔ مگر انہوں نے یہ قرضے اپنی تباہ شدہ معیشت کو بحال کرنے میں صرف کئے اور آج وہ خود دنیا کو قرض دے رہے ہیں۔ اس عبوری دور میں انہوں نے اپنے عوام کو یہ باور کرا دیا تھا کہ کئی برس تک اپنی مصنوعات برآمد کرتے رہیں گے۔ تب کہیں جاکر اپنے قدموں پر کھڑے ہوسکیں گے۔ یہ لوگ خود سائیکلیں استعمال کرتے اور ساری گاڑیاں باہر برآمد کردیتے۔ ان کو ایک گاڑی کے حصول کے لئے اپنا نام لسٹ میں درج کرا کر دو تین سال تک انتظار کرنا پڑتا۔ اس طرح کی لگاتار قربانیوں کے بعد وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے قابل ہوگئے۔ اس کے مقابلہ میں ہمارے ہاں یہ صورت حال ہے کہ شہر کے کسی بڑے بازار بلکہ سرکاری یوٹیلٹی سٹور میں چلے جائیں تو عجیب کیفیت نظر آئے گی۔ ایک چھٹانک بھر سرخ مرچ اور سرکہ کا محلول کسی بیرونی لیبل کی وجہ سے 40-45 روپے میں فروخت ہو رہا ہے اور حکومت اس قسم کی فضولیات درآمد کرنے کے لئے قرض کی جستجو میں خوار ہو رہی ہے اس طرح تو ہم وہ خود دار قوم قیامت تک نہ بن سکیں گے جس کا وعدہ ہم نے تحریک پاکستان کے دوران کیا تھا۔ چنانچہ ہم نے جو 18- ارب ڈالر قرض لے رکھا ہے، اسے اکثرو بیشتر اپنے بجٹ کو سہارا دینے کے لئے ہی استعمال کر رہے ہیں لہٰذا ہماری معیشت 40% تک اسی قرض کے عوض گروی ہوچکی ہے۔

جاپان، چین، کوریا، تائیوان اور بے شمار دیگر ممالک ہمارے دیکھتے دیکھتے کیا سے کیا بن گئے۔ زبردست کوشش، محنت اور بچت اور پلاننگ کے نتیجہ میں انہوں نے اپنے کو نہ صرف اپنے پاؤں پر کھڑا کیا بلکہ دنیا میں صنعتی میدان میں بڑا نام اور مقام حاصل کرلیا۔

پس ہمیں مرحلہ وار درج ذیل تین قسم کے ٹھوس اقدامات کرنے ہوں گے۔ ہمارا 40% دفاع پر خرچ ہوجاتا ہے، 22% قرضوں اور ان کے سود ادا کرنے پر، باقی تمام اخراجات کے لئے صرف 38% بچتا ہے۔ اب ہمیں مرسڈیز گاڑیوں کی کیا ضرورت ہے۔ اسی طرح کی دوسری تعیشات درآمد کرنا جو ملک میں مزید مسابقت اور فضول خرچی کو جنم دے ایک لاحاصل شے ہے۔ بچت بڑھانے کے لئے حکومت خود بچت کی مثال قائم کرے۔ ابتدا سرکاری محکموں اور حکومتی اداروں سے کی جائے۔ ہم تو وہ قوم ہیں جس کے اسلاف نے خصوصاً خلفاءِ راشدین نے بچت کی نہایت اعلیٰ پیمانے کی روایتیں قائم کی ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اپنا روزینہ محض اس وجہ سے کم کرالیا کہ ان کی اہلیہ نے بچت کرکے گھر والوں کے لئے میٹھی ڈش تیار کرلی تھی۔ اور پھر بعد میں وہ سارا روزینہ بھی بیت المال کو اپنا مکان فروخت کرکے واپس کرنے کی تلقین کی۔ چنانچہ حکومت کو نئے دفتر، نئی کوٹھیاں اور نئی کاریں خریدنے کے بجائے پرانے سازوسامان سے کام چلانا چاہئے۔ عالی شان دعوتوں اور بیرونی دوروں پر لمبے چوڑے اخراجات کو محدود کیا جائے۔ وزیروں مشیروں کی تعداد مناسب حد تک کم کی جائے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچت کے لئے تو رقم کی نہیں بلکہ عزم، راسخ محنت اور دیانتداری کی ضرورت ہے۔ چنانچہ بچت بڑھانے کے لئے حکومت خود بچت کی عملی مثالیں قائم کرے، کھانے پینے اور رہائش میں ذاتی نمونہ پیش کرے۔ اور خالی وعظ و نصیحت سے کچھ نہیں ہوسکتا۔ برف جب تک پہاڑ کی چوٹی پر نہ پگھلے گی، سادگی نیچے نہیں اترے گی۔ اس طرز حکومت کے نتیجے میں ان شاء اللہ آدھے قرضے ختم ہوجائیں گے۔ پھر وہ تمام دولت جو ملک کے بڑے بڑے سیاستدان پاکستان سے باہر لے جاچکے ہیں اور غیر ملکی بنکوں میں رکھ چھوڑی ہے، واپس لائی جائے۔ وہ کالا دھن جو صنعت کاروں، جاگیرداروں، رسہ گیروں اور تاجروں نے اس ملک میں جمع کر رکھا ہے، ضبط کرلیا جائے، اپنے ملک کے ہنر مندوں پر انحصار کیا جائے غیر ملکی ماہرین سے نجات حاصل کی جائے۔

○ - زرعی ٹیکس لازماً نافذ کیا جائے۔ نمود و نمائش اور رسوم کے اوپر ختم ہونے والے اسراف کو قانوناً روکا جائے۔

○ -ٹیکسوں کے نظام کی اصلاح کی جائے رشوت خور انکم ٹیکس افسروں کو معطل کرکے دیانتدار لوگ مقرر کئے جائیں اور احتساب کے محکمہ کو فعال اور متحرک کیا جائے۔ تاکہ وہ کرپشن، رشوت خور، بددیانتی اور کام چوری، سمگلنگ، منشیات کے کاروبار کے خلاف بھرپور کارروائی کرسکے۔ عوام سے خود انحصاری فنڈ کے لئے فی کس ایک روپیہ ماہانہ وصول کیا جائے۔ قیام پاکستان کے دوران خواتین کی "مٹھی بھر آٹا سکیم" اور 1965ء کی جنگ کے دوران "ایک پیسہ ایک ٹینک سکیم" نے اہم کردار ادا کیا تھا۔

○ - اب ہم ترقیاتی پیداوار کی طرف آتے ہیں اس کے لئے اگر قرض کی ضرورت پڑے تو اسلامی ممالک اور تیسری دنیا کے ممالک سے بلاسود قرضے لئے جائیں۔ (۲) اپنی زرعی ترقی کو جدید اور سائنٹیفک خطوط پر استوار کیا جائے۔ (۳) نئی چھوٹی صنعتوں کی حوصلہ افزائی کی جائے اور بیرون ملک پاکستانیوں اور غیرملکیوں کو یہاں بیش از بیش سرمایہ کاری کرنے کے لئے سہولتیں اور تحفظ فراہم کیا جائے۔ ملک میں قومی آمدنی کی تقسیم منصفانہ کی جائے غیر ملکی قرضوں سے ہاتھ روم سجانے بند کردیئے جائیں۔ اور اپنے قیمتی زر مبادلہ کو فحش فلمیں اور بلیو پرنٹ پر ضائع نہ کیا جائے۔

زرعی و صنعتی پیداوار بڑھانے کے سلسلے میں یہ نکتہ نہایت اہم ہے کہ ہمارے ہاں نہ انفرادی قوت کی کمی ہے نہ قابل جوہر کی اور نہ ہی وسائل کی، کمی صرف صحیح پلاننگ کی ہے ہمارا قابل قدر جوہر اور قومی ذہانت کا 3 / 2 حصہ ملک سے باہر ہے۔ بہترین سائنسدان اور انجینئر یورپی اور امریکی یونیورسٹیوں میں مصروف عمل ہیں۔ ان ذہین افراد کی خود ساختہ جلا وطنی سے پاکستان میں علمی و فکری خلا پیدا ہو رہا ہے، ان کو واپس بلایا جائے۔ پھر اپنے طرز تعلیم، نصاب تعلیم اور نظام تعلیم کو بدل کر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سادگی اپنائیں۔ تاکہ اپنے خوابوں کی تعبیر مل سکے۔

توانائی کا مسئلہ

صنعتوں کے قیام اور زراعت دونوں کے لئے بجلی اور پانی کی ضرورت ہے۔ ہمارا اس وقت بہت اہم نازک اور حساس مسئلہ توانائی کا ہے جس کا صرف 35% اپنے وسائل سے حاصل ہو رہا ہے۔ اعلیٰ حکمران بھی اس حقیقت کا اظہار کر چکے ہیں کہ ہمیں ہائیڈل اور تھرمل بجلی کے ساتھ ساتھ ایٹمی ٹیکنالوجی سے بھی بجلی حاصل کرنا چاہیئے۔ ماہرین اس بات کی بھی نشاندہی کر چکے ہیں کہ کم از کم بیس (۲۰) ایٹمی بجلی گھروں کی ملک کو ضرورت ہے۔

اس وقت توانائی کے بحران کی وجہ سے ہمیں 20۔ ارب روپے کا اقتصادی نقصان ہو رہا ہے لوڈشیڈنگ اور پھر اَوور لوڈ شیڈنگ کی ضرورت بار بار پیش آ رہی ہے۔

کالا باغ ڈیم

کالا باغ ڈیم کا مسئلہ کھٹائی میں پڑا ہے۔ حالانکہ یہ ہمارے لئے ہر طرح سے ضروری ہے تربیلا ڈیم بننے سے قبل ہماری زمینیں سردیوں میں پانی نہ ملنے کی وجہ سے بے کار پڑی رہتی تھیں۔ ڈیم بننے کے بعد پانی اور توانائی دونوں کا مسئلہ حل ہوا۔ پاکستان بہت سی چیزوں میں خود کفیل ہوا۔ اور ڈیم پر جتنی لاگت آئی تھی وہ پانچ سال کے اندر پوری ہوگئی۔ اب اگر کالا باغ ڈیم کی فی الفور تعمیر بھی شروع کی جائے۔ تب بھی اس کو مکمل ہونے سے چھ سات سال تو لازماً لگیں گے۔ اس دوران توانائی کے متبادل ذرائع تلاش کرنا ہوں گے۔ ویسے بھی ہمارے قدرتی وسائل کے لحاظ سے ہمیں تھرمل بجلی بہت مہنگی پڑتی ہے اس لئے پَن بجلی ہی صحیح رہے گی۔ کالا باغ ڈیم بننے سے ایک طرف ڈیرہ اسماعیل خان اور بنوں کے کافی بنجر علاقے زرخیز ہو جائیں گے اور دوسری طرف توانائی کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔

جوہری توانائی کا حصول

آج کل پوری دنیا صحت اور زراعت کے شعبوں میں ایٹمی توانائی سے مستفید ہو رہی ہے۔ اس لئے ہمیں بھی اپنی پیداوار بڑھانے اور پرامن مقاصد کے لئے جوہری توانائی کا حاصل کرنا بہت ضروری ہے۔ اس کے لئے ہمارے پاس نہ تو ماہرین کی کمی ہے نہ یورینیم کی۔ جو عیسیٰ خیل اور ڈیرہ غازی خان میں بکثرت موجود ہے۔ اس وقت صرف کراچی میں 1971ء والا ایٹمی ری ایکٹر کام کر رہا ہے۔ مگر وہ ملکی ضروریات کے لئے بہت ناکافی ہے۔ لہٰذا مغربی ملکوں اور خصوصاً امریکہ کی لگائی ہوئی پابندیوں کے باوجود ہمیں اپنے ایٹمی پروگرام کو بہر صورت جاری رکھنا چاہیئے۔ یہ صنعتی بنیاد کے فروغ اور توانائی کی ضروریات پورا کرنے کے لئے انتہائی ضروری ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہماری دفاعی ضروریات

ہمیں اپنی دفاعی ضروریات کے لئے بھی ایٹمی ٹیکنالوجی کی ضرورت ہے۔ ہمیں اپنے ہمسایہ ملک بھارت سے بھی نبٹنا ہے۔ جس نے کبھی ہمارے ساتھ خوشگوار تعلقات نہیں رکھے۔ کشمیر کے مسئلہ پر اب تک اس سے تین جنگیں ہو چکی ہیں۔ اس وقت بھی اس کی فوجیں سرحدوں پر دباؤ برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ اس کے وسائل ہم سے تقریباً دس گنا زیادہ ہیں۔ وہ ایٹمی دھماکہ بھی کر چکا ہے۔ وہ روایتی فوج، گولہ بارود اور اسلحہ سازی کے میدان میں ہم سے کئی گنا آگے ہے۔ لہٰذا ہمارے دفاعی تقاضے بھی ایٹمی پروگرام کے متقاضی ہیں۔ پھر اسرائیل کا مسئلہ بھی ہے۔ یہود و ہنود کے گٹھ جوڑ سے ہم صرفِ نظر نہیں کر سکتے۔

تمام قدرتی وسائل کا سروے

ہمارے ملک میں بہت سی انڈسٹریز کا خام مال موجود ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان پر جیالوجسٹوں کا تقرر کیا جائے۔ تاکہ ان معدنیات کو محنت اور منصوبہ بندی سے نکالنے اور خام مال کو صاف کرنے کا اہتمام کیا جائے پھر اس خام مال سے صنعت و حرفت کو آگے بڑھایا جائے۔ مثال کے طور پر ماہرین کے مطابق کالا باغ میں ایک اچھی سٹیل مِل بھی لگ سکتی ہے اور نیوکلیئر پاور پلانٹ بھی لگ سکتا ہے۔ پھر قدرتی وسائل کو صحیح طور پر استعمال کر کے اپنی مصنوعات کا معیار بلند کیا جائے اور نئی صنعتوں کے لئے مزید وسائل تلاش کئے جائیں۔ سیم اور تھور سے زمینیں ضائع ہو رہی ہیں۔ ان کا بھی تدارک کیا جائے۔ اسی طرح سے صنعتی اور زرعی انقلاب آنا کچھ مشکل نہیں۔ گزشتہ قومیائی گئی صنعتوں کو حکومتی شعبہ سے نکال کر نجی شعبہ میں دینے سے بھی کافی مفید اثر پڑے گا۔

بین الاقوامی طور پر

یورپ اپنی تمام تر ترقی کے باوجود ایک کامن مارکیٹ قائم کرنے کی ضرورت محسوس کر رہا تھا۔ چنانچہ اب وہ فوری بنیادوں پر اقتصادی ترقی کے لئے کامن مارکیٹ کا عزم کئے ہوئے ہیں اور درجہ وار اس پروگرام کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اسی طرح کی ایک منڈی ترقی پذیر ممالک بھی قائم کر سکتے ہیں۔ آپس میں ٹیکنالوجی اور جدید سائنسی تعلیم کا لین دین کریں۔ اور اس طرح خود انحصاری کا جذبہ پیدا کریں۔ پاکستان کو ایسی منڈی قائم کرنے کے لئے اسلامی ممالک اور تیسری دنیا کے ممالک سے رابطہ قائم کرنا چاہیے۔ تاکہ عالمی مالیاتی اداروں اور امریکہ کے چنگل سے نجات ملے اور وہ مدد جو ایک ہاتھ سے لے کر دوسرے ہاتھ سے بٹور لی جاتی ہے، سے دامن پاک ہو سکے۔

نجی شعبہ میں خود انحصاری

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف پاک و ہند میں خواتین کپڑے، زیور اور اعلیٰ فرنیچر پر بے شمار خرچ کرتی ہیں۔ جہیز اور رسومات پر خرچ کرتی ہیں، اس کو محدود کیا جائے۔ اس غرض کے لئے تعلیم اور ذرائع ابلاغ کے ذریعہ سے نوجوان نسل کو خصوصاً دیہی آبادی کو نظریہ پاکستان اور اپنے ملی و قومی تشخص سے روشناس کرایا جائے۔ تو وہ پہلے ہی سودی قرضوں کے جال سے تنگ آئے ہیں۔ قیمتی زر مبادلہ مہلک اور مُضر فلموں اور ڈراموں پر صرف ہوجاتا ہے۔ اپنے ٹی وی کو غیروں کی تہذیب کی غلامی سے آزاد کریں اور زرمبادلہ بچائیں۔ فوراً غیر ملکی مصنوعات چھوڑ کر جذبہ حبّ الوطنی کے تحت قومی اور وطنی مصنوعات استعمال کرنے کے پابند بن سکتے ہیں۔ معیار زندگی کی دوڑ کو کم کرکے اپنی ضروریات محدود کرکے کافی بچت کرسکتے ہیں۔ پھر خود انحصاری کا ان میں شعور پیدا کیا جائے۔ گاؤں کی سطح سے عوام کو ساتھ لے کر آگے بڑھا جائے۔ ہر گاؤں اپنا نظام خود قائم کرے۔ اپنی مدد آپ کے تحت تعلیمی ضروریات، کھادوں، شفا خانوں اور سڑکوں کی تعمیر کریں، جب گاؤں بھر کے لوگ کسی کام کے لئے کمر بستہ ہوجائیں تو پھر راستے میں کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہتی۔ مثلاً سب مل کر نیک جذبے سے سکول تعمیر کریں تو گاؤں کے پڑھے لکھے لوگ ہی بچوں کو پڑھانے پر تیار ہوجائیں گے۔ یہ نہیں ہوگا کہ جن استادوں کو شہر سے پڑھانے کے لئے گاؤں بھیج دیا جاتا ہے وہ یا تو لمبی چھٹی لے لیتے ہیں یا پھر اپنا تبادلہ کرالیتے ہیں۔ اس طرح سب کام خراب ہوجاتا ہے۔ گاؤں کے لئے تمام ضروریات گاؤں کے اندر ہی مہیا ہونی چاہئیں۔ کھادیں، آلات کشاورزی، سبزیاں، گوشت، پولٹری، کپڑے اور دیگر سامان وغیرہ تو اس غرض کے لئے گاؤں میں سماجی تنظیموں کا قیام عمل میں لایا جائے۔ یہ کام تحصیل کی سطح پر، ضلع کی سطح پر، ڈویژن اور پھر صوبے کی سطح پر پھیلانا چاہئے۔ تاکہ نچلی سطح سے اوپر کی سطح تک اپنے اپنے علاقے میں خود کفالت کے رجحانات پیدا کئے جاسکیں۔ جب عوام اپنی حالت خود بہتر بنانے کے جذبے سے کام کریں گے تو حکومت کے لئے بھی تمام کام آسان ہوجائے گا اور سکولوں، سڑکوں، ڈسپنسریوں کا ملک بھر میں جال بچھ جائے گا۔

نظامِ اسلام کا نفاذ

آزاد قوموں کا باوقار کردار خود کفالت اور خود انحصاری ہی ہوتا ہے۔ اوپر خود انحصاری کو حاصل کرنے کے لئے جن تدبیروں کو ذکر کیا گیا۔ وہ سمادی ہیں، یہ سب تدبیریں پڑی رہ جائیں گی اگر ہم اسلامی جمہوریہ پاکستان کے اندر اسلامی نظام کو نہ نافذ کرسکیں۔ کلمہ گو مسلمان کا معاملہ غیر مسلم سے بالکل جداگانہ ہے۔ غیر مسلموں کا تو اللہ تعالیٰ سے کوئی عہد نہیں لہٰذا ان کا معاملہ دوسرا ہے۔ جبکہ ہر کلمہ گو اللہ تعالیٰ سے اللہ کی فرمانبرداری اور اطاعت کا عہد کرتا ہے۔ قیام پاکستان کے وقت بھی مسلمانوں نے اللہ سے اسلامی نظام کے نفاذ کا عہد کیا تھا۔ اب اگر ہم اس میں کامیاب نہ ہوں تو یہ عہد

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شکنی ہے- اس عہد شکنی کا اور اپنے قول و قرار سے پھر جانے کا انجام دنیا میں ذلت و خواری کے سوا کچھ نہیں ہوسکتا- لہٰذا گذشتہ گناہوں پر اللہ سے توبہ کی جائے- سودی قرضوں کا باب ختم کیا جائے- زندگی کے تمام شعبوں میں اسلامی قانون کو نافذ کیا جائے- اگر ذرائع ابلاغ ریڈیو، ٹی وی اپنے دینی، تہذیبی اور تمدنی اقدار کی تبلیغ کا کام کریں تو حکومت کا آدھا کام خود ہوجائے- جو کام سخت قوانین نہیں کرسکتے- وہ موثر تعلیم سے کئے جاسکتے ہیں- ع　دل بدل جاتے ہیں تعلیم بدل جانے سے

یقین کیجئے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہونے سے آسمان سے دولت کی بارش ہوسکتی ہے- اور زمین سے 20 گنا زائد خزانے حاصل کئے جاسکتے ہیں- ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَلَو اَنَّ اَھلَ القُرٰی آمَنُوا وَاتَّقَوا لَفَتَحنَا عَلَیھِم بَرَکٰتٍ مِنَ السَّمَاءِ وَالاَرضِ ﴾ (سورۂ اعراف)

"اگر بستی والے ایمان لائیں اور اللہ سے ڈریں تو ہم ان پر آسمان و زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیں"-

تاریخ شاہد ہے کہ مسلمان جب تک قانون اسلامی پر قائم رہے، دنیا میں سرخرو رہے، خوشحالی اور کامیابی ان کے قدم چومتی رہی- جو حکمران جتنا زیادہ خدا ترس اور متقی تھا اس کے عہد میں اتنی ہی زیادہ خوشحالی تھی- حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے دور میں کوئی زکوٰۃ لینے والا نہ ملتا تھا- اب اگر تمام مسلمان اپنی زکوٰۃ ہی صحیح طور پر ادا کریں اور وہ درمیان میں خورد برد نہ ہو- دیانتداری سے بیت المال میں جمع ہوں- تو تنہا زکاۃ ہی تمام ٹیکسوں سے نجات دے سکتی ہے- ہمارا یہ ایمان ہے کہ جب تک سودی معیشت موجود ہے، خود کفالت کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکتا- لیکن اسلامی نظام و قانون کو خلوص دل سے نافذ کرنے سے ان شاء اللہ، ان شاء اللہ چند سالوں کے اندر پاکستان نہ صرف خود کفیل ہوگا بلکہ مضبوط و مستحکم معیشت کا مالک اور خوشحال ہوگا بلکہ دوسرے ممالک کو بھی قرضے دینے کے قابل ہوسکے گا-

﴿ وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللہِ بِعَزِیزٍ ﴾ "یہ بات اللہ کے لئے کچھ مشکل نہیں ہے"

بقول علامہ اقبال:

سبب کچھ اور ہے تو جس کو خود سمجھتا ہے
زوال بندۂ مومن کا بے زری سے نہیں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ